مخلوق کی تخلیق میں جو حکمتیں مضمر ہیں، ان کو میں جانتا ہوں۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کو بتایا کہ جن برائیوں کے وہ مرتکب ہوں گے اس سے بھی زیادہ عبادت اور خیر کے کام کرنے والے پیدا ہوں گے۔ اور اللہ تعالیٰ ان ہی میں سے انبیاء ورسل مبعوث فرمائیں گے، اور ان کی کوششوں سے ان میں صدیقین، شہداء، عباد زہاد اور مخلص اولیاء پیدا ہوں گے۔ اور وہ ایسی عبادتیں اور کار خیر انجام دیں گے جن کی بناپر وہ اہلِ علم وایمان فرشتوں سے بھی افضل ہوں گے۔ اور وہ ایسے ایسے امور انجام دیں گے جو اس مخلوق کے بغیر ممکن نہیں ہوں گے جیسے جہاد فی سبیل اللہ وغیرہ۔ اور خیر وشر دونوں کے ذریعے ان کا امتحان لینا بھی مقصود ہے تاکہ اللہ کا دشمن اور نافرمان اور اللہ کے ولی کے درمیان فرق واضح ہو اور ابلیس کے دل میں جو تکبر ہے وہ بھی اس خلیفے کے ذریعے ظاہر ہو۔ [السعدی، بدائع التفسیر]

اور اللہ پاک نے فرشتوں کو خواہشات نفسانی اور کسی اندرونی وبیرونی دشمن سے مقابلے کے بغیر عبادت کا موقع دیا، جبکہ انسان کے ساتھ ہر قسم کی شہوات اور ابلیس جیسے بڑے خطرناک دشمن مسلط کر کے ان سے امتحان لینا چاہا۔ اس لیے کوئی انسان ان سب کا مقابلہ کرتے ہوئے اپنے نفس سے جہاد کرے تو اس کی عبادت کی اللہ پاک کے ہاں بڑی قدر ہے۔ [تلخیص از مفتاح دارالسعادۃ ۱/۱۰۹]

جب انسان سے غلطی سرزد ہو جائے تو وہ اللہ کی طرف رجوع کر کے توبہ کرے گا تو اللہ اسے بخش دے گا۔ [البغوی]

حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ انسان کی پیدائش سے پہلے فرشتے سمجھتے تھے کہ ان سے فضیلت اور علم میں بڑھی ہوئی کوئی مخلوق نہ ہوگی، تو اللہ نے انسان کو پیدا فرمایا۔ [الطبری] اسی لیے اللہ نے انسانوں کے اعمال کو اپنے پاس پیش کرنے کے لیے فرشتوں کو مقرر کر رکھا ہے۔ یہ مقررہ فرشتے جب فجر اور عصر کی نمازوں کے اللہ کے ہاں انسانوں کے اعمال پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں: ''اتیناھم وھم یصلون وترکناھم وھم یصلون'' یعنی: جب ہم ان کے پاس گئے تو وہ نماز پڑھ رہے تھے اور جب ہم انکے ہاں سے واپس لوٹے تب بھی وہ نماز میں مشغول تھے۔ [مسلم ۱۴۳۰] گویا بنی آدم کی عبادت کا خود فرشتوں سے اقرار واعتراف لیا جا رہا ہے۔ اور یہی ان کی تخلیق کی حکمت ہے۔ [ابن کثیر]

{9} آیت مبارکہ میں فرشتوں کے سوال پھر اللہ تعالیٰ کے لطیفانہ جواب سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ لاعلمی کا علاج سوال کرنا ہے۔ اور عالم کو چاہیے کہ انتہائی نرمی سے سائل کو اطمینان بخش جواب دے۔

{10} آیت سے انسان کی ابتدائی تخلیق انسانی شکل وعقل کے ساتھ ہونے کے علاوہ بنی آدم کا شرف ومنزلت بھی ظاہر ہوتی ہے۔

[الجزائری] واللہ اعلم

درسِ حدیث

وصیت نامہ نبوی

ثناء اللہ عبد الرحیم

عن ابن عباس ﷺ قال کنت خلف النبی ﷺ یوما فقال: **یا غلام إنی أعلمک کلمات احفظ الله یحفظک ،احفظ الله تجده تجاهک ،إذا سألت فاسأل الله و إذا استعنت فاستعن بالله واعلم أن الأمة لو اجتمعت علیٰ أن ینفعوک بشیٔ لم ینفعوک إلا بشیٔ قد کتبه الله لک و لو اجتمعوا علیٰ أن یضروک لم یضروک إلا بشیٔ قد کتبه الله علیک ، رفعت الأقلام و جفت الصحف "**

تخریج: [جامع الترمذی ٤/٥٧٦،حدیث:٢٥١٦، کتاب صفة القیامة والرقاق ـ احمد ١/ ٢٩٣، ٣٠٣، ٣٠٧]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس ﷺ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں رسول اللہ ﷺ کی سواری پر آپ کے پیچھے تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: "اے لڑکے! میں تجھے چند اہم باتیں بتلاتا ہوں (انہیں یاد رکھ): تو اللہ (کے احکام) کی حفاظت کرتا رہ، اللہ تیری حفاظت فرمائے گا۔ تو اللہ (کے حقوق) کا خیال رکھ، تو اس کو اپنے سامنے پائے گا۔ جب بھی تو سوال کرے تو صرف اللہ سے کر، جب بھی تو مدد مانگے (مادی اسباب کے بغیر) تو صرف اللہ سے مدد طلب کر۔ اور یہ حقیقت جان لے کہ اگر پوری دنیا جمع ہو کر تجھے فائدہ دینا چاہے تو وہ تجھے اس سے زیادہ کچھ بھی نفع نہیں پہنچا سکتے جو اللہ نے تیری تقدیر میں لکھ دی ہے۔ اور اگر ساری دنیا جمع ہو کر تجھے نقصان پہنچانا چاہے تو اس سے زیادہ نقصان نہیں پہنچا سکتے جو اللہ نے تیرے لیے لکھ دی ہے۔ قلم اٹھا لیے گئے (یعنی تقدیر لکھ کر فارغ ہو گئے) اور صحیفے (تقدیر کے دستاویزات) خشک ہو گئے۔"

تشریح: یہ حدیث شریف نبی اکرم ﷺ کی اہم وصیتوں اور رہنما اصولوں پر مشتمل ہے جن کی روشنی میں ہر مسلمان اپنی دنیاوی زندگی کو اللہ پاک اور رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کے مطابق گزار کر اخروی زندگی میں نجات و فلاح پا سکتا ہے۔ اگرچہ لفظ حدیث سے محسوس ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے یہ زرین نصیحتیں ترجمان القرآن و حبر الامت حضرت عبداللہ بن عباس ﷺ کے لیے کی ہیں، لیکن درحقیقت یہ تمام امت کے لیے یکساں ہیں۔ آیئے ان زرین نصیحتوں کو حرز جاں بنا لیں:

{1} احفظ الله "اللہ کی حفاظت کر" قرآن و سنت کی روشنی میں ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے، تمام اوصاف کمال سے متصف ہے، وہ کسی کی حفاظت کا محتاج نہیں۔ لیکن اللہ کی حفاظت سے مراد اس کے حدود، حقوق، احکام اور نواہی کی پابندی مراد ہے۔ ان چیزوں کی حفاظت اس طرح کی جا سکتی ہے کہ ہم اللہ کے تمام اوامر پر عمل پیرا ہوں اور تمام ممنوعہ کاموں سے باز رہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿هذا ما توعدون لکل اواب حفیظ ۞ من خشی الرحمٰن بالغیب وجآء بقلب منیب ۞﴾ [ق : ٣٢، ٣٣] یہاں کلمہ "حفیظ" کا معنیٰ "الحافظ لأوامر الله" ہے، یعنی اللہ کے تمام احکام کی حفاظت کرنے والا۔ اس حفاظت کے بعض مظاہر درج ذیل ہیں:

[ا] اوامر الٰہیہ کی حفاظت کا سب سے بڑا عملی تقاضا اللہ پاک کی فرض کردہ نمازوں کی پابندی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿والذین هم

على صلاتهم يحافظون ﴾[المعارج: ٣٤] اور فرمان نبوی ہے: "من حافظ عليها كان له عند الله عهد أن يدخله الجنة" [مسند احمد ٥/ ٣١٧،٣١٩ ۔ سنن النسائی ١/ ٢٣٠] اسی طرح وضو، غسل وغیرہ احکام طہارت کی پابندی اور حفاظت کرنا بھی اسی وصیت میں شامل ہے کیونکہ طہارت نماز کی کنجی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ولا يحافظ على الوضوء إلا مؤمن" یعنی مؤمن ہی وضو کی حفاظت کرتا ہے۔ [مسند احمد ٥/ ٢٨٢، سنن الدارمی: ١/ ١٦٨]

[٢] قسموں کی حفاظت کرنا: اللہ پاک نے فرمایا: ﴿واحفظوا أيمانكم﴾ [المائدة: ٨٩]

[٣] انسان کے اعضاء وجوارح اللہ کی نعمت ہیں۔ ان کی حفاظت کرتے ہوئے انہیں احکامات الٰہی کے تابع رکھنا، یعنی تمام گناہوں سے اپنے اعضاء وجوارح کو پاک رکھنا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ولا تقف ما ليس لك به علم ان السمع والبصر والفؤاد كل اولئك كان عنه مسئولا ۝﴾ [البقرة: ٢٣٥] پیٹ کی خصوصی حفاظت کرنا اور اس کو حرام کھانے پینے سے بچانا اور اسی طرح زبان وشرمگاہ کی حفاظت کرنا نہایت ضروری ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے: "من يضمن لي ما بين لحييه وما بين رجليه اضمن له الجنة" [بخاری: ١١/ ٢٦٤] اللہ کا ارشاد ہے: ﴿والذين هم لفروجهم حافظون﴾ [المؤمنون: ٦]

{2} يحفظك یعنی جو اللہ کے حدود اور حقوق کی پاسداری کرے گا **الجزاء من جنس العمل** کے مصداق اللہ پاک اس کی حفاظت فرمائے گا۔ اللہ کا فرمان ہے: ﴿فاذكروني اذكركم﴾ [البقرة: ٤٠] "میری یاد کرو، میں تمہیں یاد کروں گا۔" مزید ارشاد ہے: ﴿وأوفوا بعهدى أوف بعهدكم﴾ [البقرة: ١٥٢] پس اللہ پاک کا بندوں کی حفاظت کرنے میں دو بنیادی چیزیں ہیں:

(ا) اللہ پاک بندے کی دنیاوی مصلحتوں اور مفادات کی حفاظت فرماتا ہے۔ مثلاً بندے کے جسم، مال ودولت اور اولاد وغیرہ کی حفاظت۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿له معقبات من بين يديه ومن خلفه يحفظونه من امر الله﴾ [سورة الرعد: ١١] یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان کے آگے پیچھے فرشتے مقرر ہیں جو اللہ کے حکم سے اس کی نگہبانی وحفاظت کرتے ہیں اور یہ فرشتے باری باری اس کی حفاظت کے لیے آتے ہیں۔ اور جو شخص اپنی جوانی میں اللہ کے حدود کی حفاظت کرتا ہے اللہ پاک اس کے بڑھاپے اور کمزوری کے وقت حفاظت فرماتا ہے۔ اور کبھی اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کی وجہ سے اس کی اولاد کی حفاظت اس کے مرنے کے بعد بھی کرتا ہے۔ اللہ پاک نے حضرت خضر علیہ السلام کی بات نقل فرمائی ہے: ﴿وكان ابوهما صالحا﴾ یعنی ان بچوں کے والدین نیک تھے تو ان کے خزانے کو اللہ نے حفاظت سے رکھنے کا بندوبست کر کے ان کی اولاد تک پہنچا دیا۔ [الكهف: ٨٢]

(ب) اللہ پاک اس بندے کے دین، ایمان اور عقیدے کی حفاظت فرماتا ہے۔ یعنی اللہ پاک دلوں سے گمراہ کن شبہات اور تباہ کن شہوات کو دور فرماتا ہے یہاں تک کہ اس کو خاتمہ بالخیر کی توفیق بخشتا ہے اور استقامت جیسی عظیم نعمت سے نوازتا ہے۔ اس لیے نبی اکرم ﷺ نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ ہمیشہ سوتے وقت یہ دعا پڑھ کر سو جاؤ: "إن قبضت نفسي فارحمها وإن أرسلتها فاحفظها كما تحفظ به عبادك الصالحين" [بخاری: ٦٣٢٠] اور نبی ﷺ کی یہ عادت مبارکہ تھی کہ کوئی سفر پر روانہ ہوتا تو آپ ﷺ ان کلمات سے الوداع فرماتے: "أستودع الله دينك وأمانتك وخواتيم أعمالك" [مسند احمد

۲/۶۷،۸۷] اور کبھی اللہ پاک انسان کے دین کی حفاظت اس طرح فرماتا ہے کہ بندے کو پتہ ہی نہیں چلتا۔ مثلاً بندہ گناہ کا ارادہ کرتا ہے لیکن اللہ پاک اس کے غلط ارادے کی راہ میں حائل ہوتا ہے اور اسے گناہ سے بچاتا ہے۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے ﴿إن الله يحول بين المرء وقلبه﴾ کی یہی تفسیر کی ہے۔ [جامع البیان: ۱۵۸۸۰، مستدرك حاكم ۲/۳۲۸]

{3} احفظ الله تجده تجاهك یعنی جس کسی نے بھی اللہ کے حدود کی پاسداری کا حق ادا کر دیا تو اللہ تعالیٰ ہر حالت میں اس کا خیال رکھے گا۔ یہ خاص قسم کی معیت مخلص بندوں کے ساتھ ہوتی ہے اور اللہ پاک اپنی نصرت، مدد، تائید اور توفیق سے اسے سرفراز رکھتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿إن الله مع الذين اتقوا والذين هم محسنون ۞﴾ [النحل: ۱۲۸] امام قتادہ فرماتے ہیں: جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اور تقویٰ کی زندگی گزارتا ہے تو اللہ پاک اس کے ساتھ ہوتا ہے۔ یعنی اللہ کی رحمت، معیت اور نصرت۔ اور جس کے ساتھ اللہ ہو گویا اس کے ساتھ کبھی مغلوب نہ ہونے والا گروہ ہے، اور اس کے ساتھ وہ راہبر و ہادی ہے جو کبھی راہ سے نہیں بھٹکے گا۔ [حلية الاولياء: ۲/۳٤۰] یہی وہ معیت ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام و ہارون علیہ السلام کو حاصل ہوئی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿لا تخافا انني معكما اسمع و ارىٰ﴾ [طـه: ٤٦] ''اے موسیٰ و ہارون! آپ دونوں اس جابر بادشاہ سے کبھی نہ ڈریں، میں آپ کے ساتھ ہوں۔'' اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا: ''ماظنك باثنين الله ثالثهما'' ﴿لا تحزن ان الله معنا﴾ ''اے ابوبکر آپ قریش سے کیوں ڈرتے ہیں، جبکہ اللہ ہمارے ساتھ ہے۔'' [بخاری ۳٦٥۳، مسلم ۲۳۸۱]

{4} ''إذا سألت فاسأل الله وإذااستعنت فاستعن بالله'' جب انسان کو کوئی حاجت ہو تو اللہ سے اپنی حاجت براری کا سوال کرے۔ اور یہ اللہ کا حکم ہے: ﴿واسألوا الله من فضله﴾ [النساء: ۳۲] ''تم اللہ سے اس کا فضل مانگو۔'' اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سلوا الله فإن الله يحب أن يسأل '' تم اللہ سے مانگو کیونکہ اللہ کو یہ پسند ہے کہ اس سے مانگا جائے۔'' [ترمذی حدیث: ۳۵۷۱] ایک روایت میں ہے ''يسأل أحدكم ربه حاجته كلها حتى يسأله شسع نعله إذا انقطع '' [ترمذی حدیث: ۳٦۱۲] یعنی تم میں سے ہر ایک کو چاہیے کہ اپنی حاجت اللہ سے مانگے۔ یہاں تک کہ جوتے کا تسمہ بھی ٹوٹ جائے تو اسی سے مانگو۔'' حتی کہ بعض احادیث میں ظاہری اسباب کے تحت دینوی ضرورت میں بھی مخلوق سے مانگنے کی ممانعت آئی ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، ابوذر رضی اللہ عنہ اور ثوبان رضی اللہ عنہ وغیرہ بعض اصحاب کرام رضی اللہ عنہم سے مخلوق سے کچھ بھی نہ مانگنے کی بیعت لی ہے۔ ان میں سے بعض اپنی بیعت پر اس حد تک کاربند تھے کہ اگر اپنی درہ یا چھڑی گر جائے تو دوسرے سے تھمادینے کا سوال تک نہیں کرتے تھے [صحیح مسلم حدیث: ۱۰٤۳، ابوداؤد ۱٦٤۲، مسند احمد ۵/۲۷۷]

وہ اشیاء جو کسی انسان اور مخلوق کے اختیار میں نہیں، اگر کوئی ان کے حصول کے لیے کسی مخلوق سے سوال کرے تو وہ شرک اکبر کا مرتکب ہوگا۔ مثلاً کسی پیر فقیر سے اولاد طلب کرے یا ان سے اپنی تمام وہ حاجات طلب کرے جن کا وہ پیر خود بھی محتاج رہتا ہے۔ ہاں البتہ بعض ایسی چیزیں جو انسانی معمولات زندگی سے تعلق رکھتی ہیں، مثلاً کسی سے پانی یا آلہ ضرورت کے وقت مانگے یعنی ہر وہ چیز جو ماتحت الاسباب ہو اس کا مانگنا شرک نہیں ہے۔ لیکن پھر بھی انسان کو دوسروں سے مانگنے کی عادت سے اجتناب کرنا چاہیے، چونکہ سوال کرنے سے ہی سائل کی ذلت

غربت اور حاجت ظاہر ہوتی ہے اور عموماً اس میں مسئول کی قوت اور استطاعت کا اعتراف اور اس سے اپنی حاجت کے حصول اور منفعت کی امید، مضرت کے دور کرنے کا امکان نمایاں ہوتا ہے۔ اور حقیقت میں یہی چیز عبادت کا رمز ہے اور عبادت صرف اسی ذات کے لیے کی جائے جو تمام مخلوق کے مسائل کو حل فرمائے اور ان کی تمام ضرورتوں کو پورا کرے اور یہ خالص اللہ پاک ہی کا امتیاز ہے۔ لہٰذا انسان کو چاہیے کہ جتنا ہو سکے اپنی حاجتیں اللہ کے سامنے پیش کرے، اسی کے آگے دست سوال دراز کرے۔ اللہ کا وعدہ ہے: ﴿وان یمسسک اللہ بضر فلا کاشف لہ الا ھو وان یردک بخیر فلا رآد لفضلہ﴾[یونس:۱۰۷] ارشاد باری ہے: ﴿وقال ربکم ادعونی استجب لکم﴾[سورۃ غافر:۶۰] اور فرمایا: ﴿واسألوا اللہ من فضلہ﴾[النساء:۳۲]

اور استعانت بھی اللہ سے کرنے کا حکم ہے۔ ہر مسلمان اسی کے حکم سے ہر رکعت میں اقرار کرتا ہے: ﴿ایاک نعبد وایاک نستعین﴾[الفاتحۃ:۴] انسان جلب منفعت اور دفع مضرت پر کلی طور پر قادر نہیں تو وہ استعانت پر مجبور ہے۔ اس لیے امام وہب بن منبہ نے ایک شخص سے کہا جو ہمیشہ حکمرانوں کے دربار میں حاجت براری کے لیے حاضری دیتا رہتا تھا: "ویحك تأتی من یغلق عنك بابه ویظهر لك فقره و یواری عنك غناه وتدع من یفتح لك بابه بنصف اللیل ونصف النهار ویظهر لك غناه ویقول ادعنی أستجب لك" [حلیة الأولیاء لابی نعیم ۱۴۱/۸،۱۱/۴] "افسوس ہو تیرے لیے ایسے شخص کا دروازہ کھٹکھٹاتے پھرتے ہو جو تم پر اپنا دروازہ بند کر دیتا ہے اور اپنی غربت کا اظہار کرتا ہے اور تم سے اپنی تونگری اور مالداری چھپاتا ہے اور تو اس ذات پاک کے در کو چھوڑتا ہے جو اپنے دروازے کو تیرے لیے دن رات کھلا رکھتا ہے اور اپنی بے نیازی کو ظاہر کرتا ہے اور یہ فرماتا رہتا ہے کہ مجھ سے مانگو میں تمہیں عطا کروں گا۔" اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "احرص علی ماینفعک واستعن باللہ ولا تعجز" [صحیح مسلم حدیث:۲۶۶۴، مسند احمد:۳۶۶/۲]

{5} رفعت الأقلام وجفت الصحف" حدیث کا آخری حصہ ایک ایسی نصیحت سے بھرپور ہے جس میں مذکورہ وصیتوں کا نچوڑ ہے اور اس میں لوگوں کے لیے تسلی ہے۔ یعنی انسان کو چاہیے کہ اپنے تمام معاملات کو تقدیر سے مربوط رکھیں۔ دنیا میں انسانی زندگی نشیب و فراز سے بھری ہوتی ہے۔ لہٰذا ہر حالت میں انسان اپنے انجام کو قضائے الٰہی اور تقدیر ربانی کے سامنے رکھے۔ اس حقیقت کے آگے سر تسلیم خم کرنا ایمان کا رکن ہے کہ اللہ پاک نے انسان کے تمام تر حالات لوح محفوظ میں درج کر کے قلم کو فارغ کر دیا ہے اور تحریر پکی ہو چکی ہے جس میں ترمیم و اضافہ ناممکن ہے۔ اللہ کا ارشاد ہے: ﴿ما اصاب من مصیبة فی الارض ولا فی انفسکم الا فی کتاب من قبل ان نبرأها ان ذلک علی اللہ یسیر ۞﴾[الحدید:۲۲] فرمان نبوی ہے: "ان اللّٰہ کتب مقادیر الخلائق قبل ان یخلق السمٰوات والارض بخمسین الف سنة" [صحیح مسلم حدیث:۲۶۵۳] یعنی اللہ نے تمام چیزوں کی تقدیر زمین و آسمان کو پیدا فرمانے سے پچاس ہزار سال قبل لکھ دی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہے: "ان اول ما خلق اللّٰہ القلم ثم قال لہ اکتب فجری من تلک الساعة بما ھو کائن الی یوم القیامة" [مسند احمد ۳۱۷/۵، ابوداؤد حدیث: ۴۷۰۰، ترمذی حدیث: ۲۱۵۵] یعنی سب سے پہلے اللہ نے قلم کو پیدا فرمایا اور اسے قیامت تک